افکار و اخبار

قارئین کے خطوط

سرسید اور اس کا فتنہ

ماہنامہ الحق کا ستمبر کا شمارہ میرے سامنے ہے۔ آپ کی دینی خدمات پر لاکھ لاکھ مبارک۔ آپ نے جو سرسید اور مرزا قادیانی کا موازنہ کیا ہیں نے آپ سب کے لئے اور جناب ضیاء الدین لاہوری کے لئے لاکھ لاکھ دعائیں کیں۔ آپ میرے آگے آگے چل رہے ہیں۔ میں اس مضمون کی طرف آنے والا تھا۔ آج کا نوائے وقت (۲۷ اکتوبر) پڑھیں جس میں راقم نے "تاشقند کے اصلی راز" کی دوسری قسط میں اس سازش کا ذکر کیا ہے کہ پاکستان کے نظریاتی رخ کو مکہ و مدینہ کی طرف نہ جانے دیا جا رہا ہے۔ اور لارڈ میکالے کے بت کو سرسید کا لبادہ پہنا دیا گیا ہے۔ کہ ہماری حکومت کے طریقے یعنی سول سروس، عدلیہ، قانون، فوج حکمت عملی مدنیت سب کچھ انگریزوں یا یورپ کی نقالی ہے۔

میں سرسید کو اس لیے آہستہ آہستہ لانا چاہتا تھا کہ نعمت اللہ شاہ ولی اللہ پیشین گوئی فرما گئے تھے کہ "دو احمد" احمد کا نام اپنا کر اس خطہ میں بہت بڑا فتنہ مچائیں گے۔ اسی وجہ سے میں ان دونوں کے نام کے ساتھ احمد کا لفظ استعمال نہیں کرتا اور "غلام کذاب" اور "سرسید" کہتا ہوں۔

دراصل سرسید کا کردار "غلام کذاب" سے بھی گیا گذرا ہوا ہے۔ اور جتنا نقصان سرسید نے کیا یا سرسید کے نام سے جتنا فساد پھیل رہا ہے اتنا نقصان غلام کذاب سے نہیں ہو رہا۔ ہماری موجودہ تعلیم بے مقصد ہے اور سرسید کو جتنا جلدی "دفن" کر دیں بہتر ہو گا۔ ہم اس کے نام سے اور یونیورسٹیاں قائم کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل اندھے ہو گئے ہیں ؎

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف (اقبال)

اور علامہ اقبال نے کہا ہے

تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں
پہلا سبق ہے بیٹھ کے کالج میں ڈینگ مار

اسلامی تعلیم کا پہلا اصول یہ ہے کہ انسان کا کردار اسلامی بنایا جاتا ہے اس کا عقیدہ اور ایمان صحیح کیا جاتا ہے اس کو

بزرگوں کا ادب اور تابعداری سکھائی جاتی ہے۔ اور سرسید کی تعلیم کے لحاظ سے بقول علامہ اقبال شاہین بچوں کو خاکبازی کا سبق دیا جاتا ہے۔ یعنی اسلام کی تعلیم منطق الطیر ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ اور جناب فریدالدین عطار نے اپنی کتاب کا یہی نام رکھا۔ لیکن سرسید کی تعلیم مادیت کی تعلیم ہے کہ نوکری کیسے حاصل کی جائے۔ بابو کیسے بنا جائے تجارت میں سود در سود کی حرام کمائی کیسے کھائی جائے۔ سٹہ اور دلالی کیسے کی جائے۔ یعنی ساری تجارت۔ مالیات۔ معاشرت اور مدنیت باطل فلسفوں پر مبنی ہے۔ بلکہ تاریخ کی کتابیں بھی وہ پڑھائی جاتی ہیں جو انگریز مسٹر جی ایس ایلیٹ نے لکھیں۔ یا جادو ٹونا تسخیر کارنے۔ اور قانون انگریزی جس کے قانون شہادت کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔

پیدا ہوئے وکیل تو ابلیس نے کہا
لو ہم بھی آج صاحب اولاد ہوگئے (اکبر الہ آبادی)

ہاں صرف دو غیر جانبدار مضامین ہیں۔ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی ہیں۔ لیکن جب سرسید نے علی گڑھ میں کام شروع کیا تو وہاں سائنس پڑھائی ہی نہیں جاتی تھی۔ اور غیر ملک والے ہمیں سائنس کی باتیں بتلانے کو تیار نہیں۔ وہ سائنس کے ساتھ اپنی ثقافت کا یلغار بھی کر دیتے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تحقیق بھی ہمیں خود کرنا ہوگی اور اسلام کے لحاظ سے یہ سب کچھ ایمان سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ ایمان کا ایک مرتبہ ہے کہ دنیا کے سب علوم مسلمان یا مومن کے سامنے آکر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاءؓ کو ایمان کی اسی سطح پر لے گئے کہ وہ جرنیل۔ سائنسدان۔ عالم۔ فقیہہ اور فقیر سب کچھ بن گئے۔

اصل چیز اسلامی فلسفہ حیات ہے کہ مسلمان ایسی زندگی بسر کرتا ہے کہ غیرت، ورعقیدہ کی حفاظت۔ اس کے سب کام اللہؐ اور رسول صلعم کے لئے ہوں نہ کہ غلام کذاب اور سرسید کی نقل کہ وہ سب کچھ اپنے حاکم وقت کی خوشنودی کے لئے کرتے تھے۔ آپ کے محقق اب اس کام پر لگ جائیں کہ غلام کذاب اور سرسید کے فتنے سے قوم کو آگاہ کریں اور اپنے نظام تعلیم کو اسلامی بنائیں۔ راقم کو وقت ملا تو اپنا حصہ ادا کرتا رہے گا۔

خداوند تعالیٰ آپ کے دارالعلوم کو اور زیادہ دینی ترقی دے۔ آمین (ریٹائرڈ) میجر میر افضل خان۔ راولپنڈی

✳ بسلسلہ سرسید اور مرزا قادیانی ایک تائیدی حوالہ پیش کیا جاتا ہے اگر مناسب سمجھیں تو اسے کسی اشاعت میں جگہ دیدیں۔

۱۱ر مارچ ۱۸۷۰ء کو سرسید احمد خان صاحب نے لندن میں ملکہ معظمہ سے جو ملاقات کی اس کا نقشہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے :-

"جب ملکہ معظمہ تشریف لائیں تو میں نے بھی مثل تمام درباریوں کے اپنے نمبر پر جا کر سلام کیا سلام کرنے کا دستور یہ ہے کہ ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملا کر اور بایاں گھٹنہ ٹیک کر حضور ممدوحہ کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہیں"

(مسافران لندن۔ مرتبہ سرسید، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور ص ۲۰۴)

(محمد زاہد الحسینی۔ اٹک)